347/03/06/13

Name of the Scholar : **Farah Naz**

Name of the Supervisior: **Pro. Mohammad Iqbal**

Department of Persian

Faculty of Humanities and Languages,

Jamia Millia Islamia

A CRITICAL STUDY OF KHATA SHUSTARI

مقالہ نگار: **فرح ناز**

نگراں: **پروفیسر محمد اقبال**

شعبہ فارسی: فیکلٹی آف ہیومنیٹیز اینڈ لینگویجز، جامعہ ملّیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔۲۵

''خطؔا شوستری کی شاعری کا تنقیدی جائزہ''

اگر چہ مرثیہ نگاری پر بہت کچھ کام ہوا ہے لیکن فارسی ادب کے لئے وہ نا کافی ہے جبکہ شاعری کی اصناف میں مرثیہ گوئی ایک اہم موضوع رہا ہے، فارسی گوشعراء میں ہمیں چند اہم ایسے شاعر ملتے ہیں جنھوں نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور مرثیہ کو ہی اپنا موضوع سخن بنایا ان میں معدودِ چند اشخاص نظر آتے ہیں جن میں ملا خطؔا شوستری برسرِ فہرست نظر آتے ہیں، یہ نام اس بات کا متقاضی تھا کہ اس پر کام کیا جائے۔لہذا غور وخوض کے بعد اپنے تحقیقی مقالہ کا موضوع ''خطؔا شوستری کی شاعری کا تنقیدی جائزہ'' انتخاب عمل میں آیا جس میں خاص طور پر خطؔا شوستری کی مرثیہ نگاری کا تنقیدی جائزہ ہے۔جس کی اہم وجہ یہ تھی کہ نہ صرف اٹھارویں صدی بلکہ اس سے پہلے بھی ہندوستانی فارسی ادب میں مرثیہ نگاری کو شاید ہی کسی شاعر نے اتنی اہمیت دی ہو اس لئے اٹھارویں صدی کے ایک قادر الکلام مرثیہ گو شاعر ملا محمد خطؔا شوستری کا انتخاب ہوا جو اودھ کے دربار سے وابستہ تھے۔حالانکہ ملا محمد خطؔا شوستری ایک ایرانی نژاد شاعر تھے، وہ اٹھارویں صدی میں ہندوستان آئے اور آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوئے اس زمانہ میں لکھنؤ میں مرثیہ گوئی کا چلن عام ہو چکا تھا لیکن مرثیہ گوئی کے زیادہ تر شعراء ہند نژاد تھے، اردو زبان میں ہی مرثیہ گوئی کرتے تھے، فارسی زبان کا زوال ہو رہا تھا اور اردو زبان عروج پا رہی تھی ان حالات میں ایک ایرانی شاعر ملا محمد خطؔا شوستری نے اودھ کے دربار میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔نواب آصف الدولہ نے ملا محمد خطؔا شوستری کی بہت قدردانی کی اور ان کو اپنے دربار شاہی میں ایام محرم کی مجلسوں میں ایک اہم مرثیہ نگار کی حیثیت سے مقرر کیا۔ملا محمد خطؔا شوستری محرم کی مجلسوں میں اپنے مراثی پڑھتے تھے جن کو سن کر لوگ گریہ وزاری اور غم و ماتم کرنے لگتے تھے۔

ملا محمد خطؔا شوستری پر میرے لئے کام کرنا کافی مشکل تھا کیونکہ ان کے حالات زندگی کے بارے میں تاریخی کتابوں اور

تذکروں میں کوئی ذکر نہیں ملتا، ان کی ابتدائی زندگی کے مختصر حالات ایک قلمی نسخہ میں ملتے ہیں جو'جام جہاں نما' کے نام سے ہے، خانۂ فرہنگ ایران نئی دہلی میکروفلم نور میں موجود ہے۔لیکن اس نسخہ کا خط صاف نہیں تھا۔لیکن میں نے اپنی محنت اور لگن سے اس نسخہ کو پڑھ کر اس سے استفادہ کیا اور اپنے اس تحقیقی مقالہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، حتی الامکان کوشش کی کہ کوئی گوشہ باقی نہ رہ جائے۔اس مقالہ کو پانچ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا باب۔اٹھارہویں صدی کے اودھ کا تاریخی، سیاسی، سماجی، ثقافتی اور ادبی پس منظر

اس باب میں اٹھارہویں صدی کے اودھ کے حالات خصوصاً اس دور کے حالات پیش کئے گئے ہیں جب ملا محمد خطاؔ شوستری ہندوستان میں وارد ہوئے اور اودھ میں قیام پذیر ہوئے حالات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

باب دوم: معاصرین خطاؔ شوستری

اس باب میں خطاؔ کے معاصرین کے احوال وآثار کا ذکر ہے جن کے ادبی اثرات اس دور کے ماحول میں صاف نظر آتے ہیں اور ان کا شمار خطاؔ کے معاصرین میں ہوتا ہے۔

باب سوم: احوال وآثار خطاؔ شوستری

اس باب میں خطاؔ شوستری کے حالات زندگی ان کے قلمی نسخہ''جام جہاں نما''میں جو جستہ جستہ دستیاب ہوئے ہیں بیان کئے گئے ہیں، خطاؔ کی شاعرانہ اصناف نیز ان کے شعری محاسن کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

باب چہارم: خطاؔ شوستری کے کلام کا تنقیدی جائزہ

خطاؔ شوستری کی مرثیہ نگاری کی خصوصیات بیان کرنے کے ضمن میں فارسی ادب میں مرثیہ کی روایت، مرثیہ کی تاریخ اور خاص طور سے ان میں خطاؔ کا مقام اور مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔نیز اودھ میں مرثیہ کا عروج اور اس عہد کے مشہور مرثیہ نگار، اس کے ساتھ ساتھ خطاؔ شوستری کے مراثی اور نوحوں کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب پنجم: کتابیات

اس باب میں ان کتب کی فہرست مع شمولیت اسمائے نویسندگان، وچاپ کنندگان ہمراہ سنینِ طباعت ہے جو اس مقالہ کی تیاری میں زیر مطالعہ آئیں اور معاون ومددگار ثابت ہوئیں۔

فرح ناز

شعبۂ فارسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی۔۲۵

۲۸رمئی ۲۰۱۳ء